129487 ـ شادی کے کچھ عرصہ بعد علم ہوا کہ بیوی اللہ کے وجود میں شک کرتی ہے

سوال

میری شادی کے کچھ ماہ بعد مجھے علم ہوا کہ میری بیوی غیر مسلم ہے...
شروع میں تو مجھے ایسا لگتا تھا کہ وہ مسلمان ہے لیکن وہ فرائض کی پابندی نہیں کرتی تھی اور اسی طرح میں بھی فرائض کی پابندی نہیں کرتا تھا... اب اس نے صراحت کے ساتھ کہہ دیا ہے کہ وہ یقین نہیں رکھتی کہ کوئی رب ہے یا نہیں، لیکن میرا تو اعتقاد یہ ہے کہ ایمان میں اصل چیز تو یقین ہے تو کیا میری بیوی ملحدہ عورت ہے ؟
اور اگر واقعی ایسا ہے تو کیا اس سے میری شادی باطل ہو گی، یا کہ جب مجھے اس کے متعلق ہوا تو اس وقت نکاح باطل ہوا ہے، اور مجھے کیا کرنا چاہیے، اگر وہ ابھی مسلمان نہیں ہوتی تو شادی باطل ہونے کی وجہ سے میں اس کے ساتھ نیا نکاح کروں، یا کہ پہلا نکاح ہی صحیح ہے، اور کیا مجھے اس کے والد کو اس کے متعلق بتانا ضروری ہے تا کہ نیا نکاح کیا جا سکے، اس کا والد انتہائی دیندار ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ اگر اس نے اپنی بیٹی کے متعل یہ معلوم کر لیا تو اسے نقصان ہو سکتا ہے، برائے مہربانی اس کے متعلق ہمیں معلومات فراہم کریں.؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ایمان اس وقت صحیح ہوتا ہے جب اس پر پختہ یقین ہو چنانچہ جب بھی ایمان میں شک پیدا ہو جائے تو ایمان صحیح نہیں ہوتا، اور ایسا کرنے والے شخص کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم دیا جائیگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک و شبہ نہ کریں، اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں، یہی سچے اور راست گو ہیں الحجرات (15).

سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ سبحانہ و تعالی نے ایمان میں عدم ریب کی شرط لگائی ہے جو کہ شک ہے، کیونکہ ایمان وہی فائدہ مند ہے میں شک و شبہ نہ ہو بلکہ یقینی اور پختہ ہو، اللہ سبحانہ و تعالی نے جن اشیاء پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے جن میں کسی بھی قسم کی شک کی گنجائش نہیں اس پر یقین رکھنا ضروری ہے " انتہی

دیکھیں: تفسیر السعدی (802).

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں اور میں اللہ تعالی کا رسول ہوں، جو بندہ بھی ان پر ایمان رکھ کر اس میں بغیر کسی شك و شبہ کے اللہ سے ملے تو وہ جنت میں داخل ہو گا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (27).

چنانچہ جب مسلمان شخص کو اللہ کے وجود میں ہی شك پیدا ہو جائے تو وہ اس شك کی بنا پر ایمان سے خارج ہو جائیگا اور وہ کافر و مرتد شمار ہو گا.

دوم:

آپ نے سوال میں بیان کیا ہے کہ آپ دونوں ہی فرائض (نماز) کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے تھے: اگر تو آپ کا مقصد نماز کی عدم ادائیگی سے مراد مکمل طور پر نماز ادا نہ کرنا ہے تو یہ کفر اور مخرج من الاسلام ہے، اور اگر آپ کا اس سے مقصد بعض اوقات نماز کی ادائیگی اور بعض اوقات ترك کرنا ہے تو یہ کفر نہیں ہو گا .

مزید آپ سوال نمبر (89722) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نماز کی ادائیگی نادر طور پر کبھی کبھار کرتا ہوں، اور میں نے اس عرصہ میں شادی بھی کی ہے، اور الحمد للہ اب میں نمازی بن چکا ہوں، اور حج بھی کر لیا ہے اور اللہ سے اپنے پچھلے گناہوں کی توبہ کر چکا ہوں لیکن مجھے یہ علم نہیں کہ اس عقد نکاح کا حکم کیا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

اور اگر جائز نہ تھا تو مجھے کیا کرنا ہو گا، یہ علم میں رہے کہ اس بیوی سے میرے پانچ بچے بھی ہیں ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" اگر تو عقد نکاح کے وقت آپ کی بیوی آپ کی طرح بعض اوقات نماز ادا کرتی اور بعض اوقات ادا نہیں کرتی تھی تو نکاح صحیح ہے، اور اس نکاح کی تجدید ضروری نہیں، کیونکہ تم دونوں ہی ترك نماز کے متعلقہ حکم میں برابر تھے اور وہ کفر ہے.

لیکن اگر عقد نکاح کے وقت عورت نماز پنجگانہ کی پابندی کرتی تھی تو علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق نکاح کی تجدید کرنا ہو گی، جب تم میں سے ہر ایك دوسرے کی رغبت رکھتا ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ ترك نماز سے توبہ کرنا ہو گی اور توبہ پر قائم رہنا ہو گا.

اور تجدید نکاح سے قبل جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ شرعی اولاد ہے، انہیں نکاح شبہ کی بنا پر اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جائیگا.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ دونوں کی اصلاح فرمائے اور ہر قسم کی خیر و بھلائی کی توفیق نصب کرے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (18 / 290).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" اور اگر وہ دونوں عقد نکاح کے وقت ساری نمازیں ادا نہیں کرتے تھے، اور پھر بعد میں اللہ سبحانہ و تعالی نے انہیں ہدایت نصب فرمادی اور وہ نماز کی پابندی کرنے لگے تو ان کا نکاح صحیح ہے.

بالکل ایسے ہی جیسے اگر کوئی کافر شخص مسلمان ہو جائے تو اور نکاح کے باقی ہونے میں کوئی شرعی مانع نہ ہو تو ان کے نکاح کی تجدید نہیں ہو گی؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والے کسی بھی کافر کو تجدید نکاح کا حکم نہیں دیا تھا " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (10 / 291).

سوم:

رہا نکاح صحیح ہونے کا مسئلہ تو اس میں تفصیل پائی جاتی ہے، اور ہم یہاں ہم اس تفصیل کو بیان کرینگے تا کہ اس کا حکم معلوم ہو جائے، اور اگر اس کو کوئی اشکال پیدا ہو تو وہ دوبارہ سوال کر لے اور جس حالت میں اسے اشکال پیدا ہوا ہو اس کی تحدید و تعیین ضرور کرے.

اگر خاوند اور بیوی کا عقد نکاح ہو اور ان میں سے کوئی ایك بھی مسلمان اور دوسرا مرتد ہو تو ان کا نکاح باطل ہے، اور کا وجود ایسے ہی ہو گا جیسے وہ تھا ہی نہیں، کیونکہ مسلمان شخص کے لیے کسی مرتد عورت سے شادی کرنا جائز نہیں، اور اسی طرح کسی مسلمان عورت کے لیے کافر یا مرتد شخص سے شادی کرنا جائز نہیں ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزماؤ، اللہ تعالی ان کے ایمان کو زیادہ جانتا ہے، اور اگر تمہیں علم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت لوٹاؤ، نہ تو وہ عورتیں ان کےلیے حلال ہیں، اور نہ ہی وہ کافر مرد ان عورتوں کے لیے حلال ہیں الممتحنة (10).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور مرتد عورت سے نکاح حرام ہے چاہے وہ کسی بھی دین پر تھی " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 101).

لیکن اگر خاوند اور بیوی کے درمیان نکاح اس حالت میں ہوا کہ وہ دونوں کافر یا مرتد ہوں تو ان کا نکاح صحیح ہے، اور اگر وہ دونوں اسلام قبول کر لیں تو اپنے سابقہ نکاح پر باقی رہینگے، اور تجدید نکاح کی کوئی ضرورت نہیں.

اور اگر کافر خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایك مسلمان ہو جائے، یا پھر عقد نکاح کے بعد مسلمان خاوند بیوی میں سے کوئی ایك مرتد ہو جائے، اور دوسرا انتظار کرے کہ ہو سکتا ہے وہ اسلام کی طرف واپس پلٹ آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور جب بھی وہ اسلام کی طرف واپس آ جائے تو وہ اپنے سابقہ نکاح پر ہی ہونگے، اور اسلام کی طرف واپس آنے تك ان کے مابین معاشرت حرام ہو گی حتی کہ مرتد شخص اسلام قبول کر لے.

لیکن اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتا تو ان کا نکاح فسخ ہو جائیگا.

مزید آپ سوال نمبر (21690) اور (89722) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

اور اس وقت لڑکی کے والد کو بتانا ضروری ہے کیونکہ عقد نکاح کا صحیح ہونا اس وقت ہی ممکن ہے جب وہ موافقت کرے اس لیے کہ وہ ولی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) علامہ البانی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

ہم آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی سے مناقشہ کریں، اور اس کے دل میں پیدا ہونے والے شك کے اسباب معلوم کر کے ان اسباب کا علاج کرنے کی کوشش کریں، اللہ سبحانہ و تعالی کے وجود پر دلائل ہم سوال نمبر (26745) کے جواب میں بیان کر چکے ہیں آپ اس کا مطالعہ کریں.

اگر تو وہ اس کو تسلیم کر لے تو الحمد للہ اور اگر قبول نہ کرے تو پھر اس کے والد کو بتانا ضروری ہے، کیونکہ والد کو اس کی والایت و ذمہ داری حاصل ہے، اور والد کو اس پر وہ تاثیر حاصل ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں، خاص کر آپ نے بیان کیا ہے کہ اس کا والد انتہائی دیندار ہے، اور اس طرح کے شخص کے لیے بیٹی کا اسلام سے نکل کر مرتد ہونا مخفی نہیں رہنا چاہیے.

لیکن بیوی کے ساتھ افہام و تفہیم میں نرم رویہ رکھنا ہو گا کیونکہ یہ قبولیت کے زیادہ لائق ہے اور وہ اس طرح حق کی طرف واپس پلٹ سکتی ہے.

اللہ تعالی سے ہم دعا گو ہیں کہ وہ آپ دونوں کو ہدایت و توفیق سے نوازے.

واللہ اعلم.